(قسط نمبر 9)   ڈاکٹر سید زاہد علی واسطی ملتان

ازدواجی تعلقات اور
شوہر بیوی کے لئے ضروری تنبیہات وہدایات
(تنبیہ الزوجین)
نماز، روزہ، حج سے متعلق تنبیہات

نماز:

شریعت اسلامی میں نماز سب سے بہتر اور اعلیٰ درجہ کی عبادت مقرر کی گئی ہے اور دوسری عبادات کے مقابلہ میں اس کی اہمیت ومنزلت بارگاہ رب العزت میں سب سے محبوب ومرغوب بتائی گئی ہے۔ اس کا مرتبہ قرآن پاک میں بار بار بیان کیا گیا ہے۔ اس کا ذکر فرمودات نبی معظم ﷺ موقع ومحل کی مناسبت سے احادیث نبویؐ میں موجود ہے، جہاں بتایا گیا ہے کہ اعمال میں سب سے پہلے نماز کی ہی پرسش کی جائے گی۔ اسی عمل میں بندہ کی عبودیت وسعادت اور خداوند ذوالجلال کی حاکمیت وکبریائی کا اظہار ہوتا ہے۔ مرد اور عورت اس عبادت سے مستثنیٰ نہیں۔ مگر عورت کے لئے اس کی فطری ساخت، جسمانی نشیب وفراز۔ دائرہ کارکردگی کی وجوہات کی بنا پر مردوں کے مانند بہت ساری موکدہ اور مستحب اعمال سے بری الذمہ قرار دے دیا گیا ہے۔ جو مردوں کے لئے لازمی ہیں اور عورتوں کے لئے نہیں۔

عورتوں کی باجماعت نماز میں شرکت:

حضور اکرم ﷺ کے زمانہ مبارک میں اگرچہ عورتوں کو مسجدوں، عیدگاہوں میں چلے جانے اور باجماعت نماز میں شامل ہونے کی اجازت تھی۔ مگر وہ خیر القرون کا زمانہ تھا، اور سب سے بڑی بات کہ حضور علیہ السلام وتسلیمات بہ نفس نفیس وہاں موجود تھے۔ وحی کا نزول ہوتا تھا، نئے نئے احکام آتے تھے، نئے نئے مسلمان بن رہے تھے، جو نماز اور دینی احکامات وتعلیمات سے بہرہ ور ہوتے رہتے تھے اور مرد عورتوں کو سرور کائنات معلم اعظم ﷺ کی اقتداء میں نماز کی ادائیگی کا شرف حاصل ہوتا رہتا تھا۔ یہ مرد اور عورتوں کو اپنے علاقہ میں جاکر دینی احکامات کی تعلیم دینی ہوتی تھی لہذا عورتوں کو فی نفسہ مساجد وعیدگاہوں میں حاضری کی اجازت تھی۔

لیکن اس اجازت کے باوجود معلم اعظم ﷺ نے عورتوں کو بار بار مسجد میں آنے کو مناسب نہ جانتے ہوئے کئی

مرتبہ فرمایا کہ عورتوں کو اپنے گھروں میں رہ کر نماز پڑھنی چاہیے اور اس نماز کو جو عورت گھر میں پڑھے زیادہ باعث فضیلت قرار دیا' گو کہ گھر کی نماز کے مقابلے میں مسجد میں با جماعت نماز پڑھنے میں ستائیس نمازوں کا ثواب اور مسجد نبوی میں نماز کی ادائیگی پر پچاس ہزار نمازوں کا ثواب اور حضورؐ کی اقتداء میں نماز کی عظیم ترین سعادت (جس کا اندازہ بے حساب ہے) کے باوجود عورت کے لئے اس کے گھر کی کوٹھڑی کی نماز کو مسجد کی باجماعت نماز پڑھنے کے مقابلے میں بہتر بتایا۔ چنانچہ حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے۔

ترجمہ: رسولؐ نے فرمایا: عورتوں کی سب سے بہترین مسجد ان کے گھر کا اندرونی حصہ ہے۔

ترجمہ: رسولؐ نے فرمایا: عورت کی وہ نماز جو اس کے کوٹھڑی (کمرہ) میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو دالان میں ہو۔ اسکی وہ نماز جو دالان میں پڑھے اس سے بہتر ہے جو صحن میں پڑھے اور صحن میں پڑھی نماز اس نماز سے بہتر ہے جو محلّہ کی مسجد میں پڑھے۔ (رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر۔ وقال الحاکم صحیح الاسناد۔ الترغیب از ھب۔ ا۔ ۲۲۶)

ایک اور روایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بیان کی گئی۔ ملاحظہ فرمائیے۔

ترجمہ: عورت کی سب سے زیادہ محبوب نماز خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو اس نے اپنے گھر کی کوٹھری میں پڑھی ہو۔

ایک اور روایت میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:

ترجمہ: اپنی عورتوں کو مسجد میں آنے سے روکو۔ ان کا گھر ان کے لئے مسجد سے بہتر ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے حدیث شریف مروی ہے۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام وتسلیمات نے فرمایا'' اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو جو لوگ بلاعذر مسجد میں جماعت سے نماز نہیں پڑھتے میں کہتا کہ ان کے گھروں کو آگ لگا دی جائے''

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنے کی سزا ان لوگوں کے لئے تجویز فرمانا چاہتے تھے جن کے لئے جماعت میں حاضر ہونا ضروری تھا۔ اور وہ اس کے باوجود حاضر نہ ہوتے تھے۔ مگر عورتوں اور بچوں کا ہونا۔ گھروں کے جلا دینے کی سزا میں مانع ہو گیا۔ عورتوں کا اس حدیث مبارکہ میں ذکر فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ جماعت میں حاضر رہنے کی مکلّف نہیں اور جماعت ان کے حق میں مؤکد نہیں۔ ایک اور جگہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت ملاحظہ فرمائیں۔

ترجمہ: حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ ''عورت چھپانے کی چیز ہے' وہ جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسکو تکتا رہتا ہے اور عورت اپنے گھر کی سب سے اندر کی کوٹھری میں اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہوتی ہے'' (رواہ احمد بن خزیمہ وابن حبان فی صحیحھا۔ الترغیب والازھب۔ ا۔ ۲۲۵)

روایت ہے کہ ایک دن حضرت ام حمیدؓ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور عرض کی یارسول اللہ! مجھے آپ

کے پیچھے نماز پڑھنے کا شوق ہے'' یہ سن کر نبی معظم نے فرمایا۔ ''میں خوش ہوں کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنے کا شوق رکھتی ہو۔ مگر سن لو! تمہاری وہ نماز جو مکان کے اندر سب سے اندرونی کوٹھری (کمرہ) میں ہوگی اس نماز سے بہتر ہوگی جو دالان میں پڑھو اور دالان میں پڑھی جانے والی نماز بہتر ہے اس نماز سے جو تم صحن میں پڑھو گی اور گھر کے صحن میں پڑھی جانے والی نماز بہتر ہوگی جو تم محلہ کی مسجد میں جا کر پڑھو۔''

چنانچہ ام حمیدؓ نے اپنے گھر کے سب سے اندھیرے کونے میں نماز کی جگہ بنوائی اور تمام عمر وہیں نمازیں پڑھتی رہیں اور اسی حالت میں انتقال فرمایا۔

خواتین کو مسجدوں میں دیکھا:

حرمین مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں لاکھوں غیر ملکی خواتین مناسک حج وعمرہ کے لئے جمع ہوتی ہیں' اپنی عقیدت' محبت اور تکمیل عبادت کے لئے دور دراز کا سفر کر کے آتی ہیں' اور سجدہ ریز رہتی ہیں' مگر صحن کعبہ میں چاہ زم زم کے ساتھ اور برآمدوں میں مخصوص نشست گاہوں میں اور اسی طرح مسجد نبوی میں باب النساء کے راستہ الگ الگ نشست گاہ میں داخل ہوتی ہیں۔ مردوں کے ساتھ خلط ملط کے کم امکان ہیں۔

برمنگھم اور لندن کی مساجد میں مرد ہی خاص دنوں میں جمع ہوتے ہیں اور امریکہ میں مشرقی اور جنوبی ریاستوں میں مساجد نہ ہونے کے برابر ہے۔ لیکن ڈیوان اسٹریٹ کی مسجد شکاگو' میناپلس' منی سوٹا' واشنگٹن کے اسلامک سنٹروں (مسجدوں) میں عید کے اجتماع مشترکہ ہوتے ہیں۔ اتفاق سے ایک دوست بھی اپنی اہلیہ اور لڑکیوں کے ہمراہ وہاں موجود تھے۔ واقفیت پرانی تھی' ہمارے اعتراض پر ان بیگم (بھابی صاحبہ) نے کہا کہ ایسے اجتماعات عید کی نمازوں کے مواقع ضرور ہونے چاہئیں تا کہ غیر مسلموں کو معلوم ہو کہ ہم مسلمان کس عقیدت سے نماز پڑھتے ہیں۔ ہم کیا کر سکتے تھے' چپ ہو گئے۔

مگر ہم نے شاہ مسجد' طہران' مسجد امام' مشہد۔ مسجد الگیلانی' بغداد۔ مسجد سعد کوفہ' مسجد اموی دمشق' بلیو مسجد (Blue Mosque) استنبول' مسجد صلاح الدین ایوبی اور مسجد بن عاص' قاہرہ۔ مسجد ابوعنان' فاس مراکش۔ مسجد عقبہ' قیروان تیونس۔ مسجد سلطان سنگاپور۔ (یہ سب بہت بڑی مساجد ہیں) ان میں مردوں اور عورتوں کو الگ الگ صفوں میں مشترک نماز پڑھتے دیکھا۔ ان واقعات کو طوالت کی وجہ سے بیان کرنے سے قاصر ہوں مگر الحمدللہ پاکستان' ہندوستان میں مساجد میں ایسا نہیں ہوتا۔

مسجد میں عورتوں کی اباحت:

حضور ﷺ سے عورتوں کا مسجد میں آنا محض نماز کی تعلیم کے درجہ میں تھا نہ کہ تاکید یا فضیلت' استحباب کے درجہ میں تھا۔

آپؐ نے کبھی عورتوں کو جماعت میں حاضر ہونے کی تاکید نہیں فرمائی۔

باوجود اس رخصت واباحت کے آنحضور ﷺ کا ارشاد ان کے لئے یہی تھا کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھو۔ او

آپؐ نے گھر میں نماز پڑھنے کی فضیلت بیان فرمائی اور ترغیب دی۔

حضرت ام حمیدؓ ایک مرتبہ حضورؐ سے یہ ترغیب سن کر آپؐ کے پیچھے نماز مسجد نبوی میں پڑھنی چھوڑ دی اور تمام عمر اپنی بند کوٹھری میں نماز پڑھتی رہیں۔ یہ عین اتباع اور منشاء نبویؐ کے حکم کی تکمیل کے سوا کچھ نہ تھا۔

مسجد نبویؐ میں عورتوں کی رخصت واباحت سے بھی وجوبات بنتی چلی گئیں۔ عورتیں بن سنور کر' لباس فاخرہ پہن کر خوشبویات لگا کر' چھن چھن کرتا ہوا زیور پہن کر نہ آیا کریں' چنانچہ ابن ماجہ میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے:

ترجمہ: ایک مرتبہ سرور کائناتﷺ مسجد نبویؐ میں تشریف فرما تھے۔ اتنے میں قبیلہ مزینہ کی ایک عورت زیب وزینت کا لباس زیب تن کئے' لچکتی مہکتی اندر آئی۔ حضورﷺ نے فرمایا۔ اے لوگو! اپنی عورتوں کو زیب وزینت کا لباس پہنے مسجد میں اس طرح آنے سے منع کر دو۔ کیونکہ بنی اسرائیل پر اس وجہ سے لعنت کی گئی کہ ان کی عورتوں نے اسی طرح عبادت گاہ میں آنا شروع کیا تھا۔ (ابن ماجہ۔ باب الفتنہ ص ۲۸۸)

حضرت زینبؓ فرماتی ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا تھا۔

ترجمہ: ''جب تم میں سے کوئی عورت عشاء کی نماز میں آئے تو ہرگز خوشبو نہ لگائے'' (رواہ مسلم' ج ۱ ص ۱۸۳)

ایک اور حدیث اسی سلسلہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

ترجمہ حضورؐ نے سلام پھیرا تو ارشاد فرمایا'' عشا کی نماز میں کوئی آئے تو ہرگز خوشبو نہ لگائے ۔کوئی خاتون ایسا نہ کرے۔ (مشکوٰۃ المصابیح۔ ص ۹۶)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے۔

ترجمہ: رسول اللہﷺ نے عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''تم خدا کی بندیوں کی مسجد میں آنے سے روکو۔ مگر اس حالت میں آئیں کہ زیب وزینت اور خوشبو سے آراستہ نہ ہوں''

ان احادیث مبارکہ سے یہ بات صراحت کے ساتھ ثابت ہوتی ہے کہ عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت اور رخصت ضرور تھی مگر ان قیود اور شرائط کے ساتھ تھی اور ان فتنے رونما ہونے سے پہلے تھی جو بعد میں رونما ہوئے۔

<u>دوران نماز مردوں اور عورتوں کا اختلاط:</u>

دو باتیں دوران نماز حضورؐ کے زمانے میں ضرور ملحوظ رکھی جاتی تھیں' عورتوں کی صفیں الگ اور مردوں کے پیچھے ہوتی تھیں۔ مخلوط ہرگز نہیں بنتی تھیں پھر اس بات کا خاص اہتمام ہوتا تھا کہ نماز ختم ہونے کے بعد مردوں کے اٹھنے سے پہلے عورتیں چلی جاتی تھیں اور اس کے لئے باقاعدہ حضورﷺ اور اصحاب کرام اجمعین اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے رہتے تھے۔ جب سب عورتیں باہر نکل جاتیں تب مرد حضرات باہر نکلتے تھے۔ یہ احتیاط اس لئے لازم قرار دی گئی تھی تا کہ اٹھتے اور باہر

نکلتے ہوئے ہجوم میں مردوں اور عورتوں کے اختلاط سے کوئی ناخوشگوار پیش نہ آئے۔ بخاری سے روایت ہے۔

''رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عورتیں جب نماز باجماعت میں فرض نماز سے سلام پھیر لیتیں تو کھڑی ہو جاتیں اور اپنے اپنے گھروں کو چل پڑتیں۔ اور بقیہ نمازی (صحابہ کرام اجمعین) بیٹھے رہتے۔ عورتوں کے جانے کے بعد سرور کائنات ﷺ جب اٹھ کھڑے ہوتے تب اور صاحبان بھی روانہ ہوتے'' (الصحیح البخاری۔ ج ا۔ ص ۱۱۹)

ایک اور روایت میں حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں:

''رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیر لیتے تھے تو کچھ دیر کے لئے بیٹھے رہتے۔ صحابہ کرامؓ سمجھتے تھے کہ یہ (ٹھہرنا) اس لئے ہوتا ہے کہ عورتیں پہلے اٹھ کر باہر چلی جائیں۔'' (سنن ابی داؤد۔ ا۔۱۴۹)

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

''از روئے حدیث امام کو مقتدیوں کے حالات کی رعایت کرنا مستحب ہے اور خرابی پیدا ہونے والے امور سے احتیاط کرنی چاہیے اور تہمت کے موقع سے اجتناب کرنا چاہیے۔ (اس حدیث سے یہ معلوم ہوا) کہ مردوں اور عورتوں کا راستوں میں بھی اختلاط مکروہ ہے۔)

حضرت عمر فاروقؓ جب خلیفہ بنے تو انہوں نے مرد اور عورتوں کے مسجد سے باہر نکلنے والے راستوں میں اختلاط کا سخت نوٹس لیا۔ سونے پر سہاگہ یہ ہوا کہ اس زمانے میں فتوحات ایران اور شام کی وجہ سے مدینہ منورہ میں مال و دولت کی ریل پیل شروع ہوگئی۔ جس کی وجہ سے عورتوں میں سنگھار و آرائش، ملبوسات کی عمدگی و رنگینی عود کر آئی۔ ان سب باتوں سے فتنے کا اندیشہ ہی نہیں ہوا بلکہ اس نوعیت کی کئی شکائتیں آپؓ کے پاس آئیں۔ جس کے مدنظر آپ نے عورتوں کو کہا کہ وہ مسجد میں نہ آیا کریں۔

علامہ کاسائیؒ فرماتے ہیں'' جوان عورتون کے لئے باجماعت نماز میں شرکت مباح نہیں۔''

اس روایت کے پیش نظر جو حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے جوان عورتوں کو گھر سے نکلنے سے منع کر دیا اور اس لئے بھی ہے کہ عورتوں کا گھر سے نکلنا فتنہ ہے اور فتنہ حرام ہے، اور جو چیز یا بات حرام تک پہنچانے میں مدد کرے وہ بات بھی حرام ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں روایت ہے کہ آپ جمعہ کے دن کھڑے ہو کر عورتوں کو چھوٹی چھوٹی کنکریاں مار کر اشاروں سے مسجد سے باہر چلے جانے کو کہتے تھے، ظاہر ہے کہ وہاں صحابہ کرام اجمعین بھی موجود ہوتے تھے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جمعہ کے نماز کے وقت عورتوں کو مسجد سے باہر چلے جانے کو کہتے اور فرماتے کہ چلی جاؤ۔ تمہارے گھر کی نماز یہاں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ (بدائع الصنائع)

ان تمام روایات سے یہ بات واضع ہوگئی کہ سرور کائنات ﷺ کے زمانے میں آپؐ نے عورتوں کو گھروں میں

نماز پڑھنے کی ترغیب دی تھی۔اور اس کی فضیلت بیان فرمائی تھی' البتہ عورتوں کو مسجد میں آنے کی مشروط اجازت تھی' لیکن آپؐ کے بعد صحابہ کرام اجمعین ہی زمانے میں اتنے حالات تبدیل ہوگئے کہ فتنے' فساد' بدنیتی پھیلنی شروع ہوگئی تو پھر صحابہ کبارؓ نے عورتوں کو قطعاً روک دیا۔ اس وجہ سے علمائے احناف اس کے قائل ہیں کہ عورتیں اپنے گھروں میں نمازیں پڑھیں۔

دارالافتاء دارالعلوم' کراچی کے فیصلے کا اس بارے میں خلاصہ یہ ہے کہ عورتوں کے لئے مساجد کی جماعتوں یا عیدگاہوں میں حاضر ہونا مکروہ تحریمی ہے اور جن روایات میں مسجد میں آنے کی اجازت بارعایت دی گئی تھی۔ اولاً وہ محض اباحت' ورخصت کے درجہ میں تھی' ثانیاً یہ کہ وہ آپؐ کے دور نبوت میں فتنوں کے خالی زمانے میں تھی لہٰذا اس پرفتن کے دور میں عورتوں کو مسجد اور عیدگاہ آنے کے لئے حضور ﷺ کے بابرکت زمانے سے استدلال کرنا درست نہیں۔

علامہ بدرالدین عینی کی روایت (البلاغ۔کراچی) کے حوالہ سے جو روایت حضرت عائشہؓ بیان کی گئی ہے ملاحظہ فرمایئے:

''اس زمانے کی عورتوں نے جو بدعات ومنکرات ایجاد کیں خصوصاً مصری عورتوں نے' اگر حضرت عائشہؓ ان کو دیکھتیں تو نہایت شدت سے انکار فرماتیں' آخر میں یہی علامہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کا ارشاد حضورؐ کی رحلت کے کچھ عرصہ بعد کا ہے جبکہ اس زمانے ئیں عورتوں نے جو منکرات ایجاد کیں اس کو حضرت عائشہؓ دیکھتیں تو نہ معلوم کیا حکم فرماتیں۔

سوچئے ذرا علامہ بدرالدین عینیؒ''نویں صدی ہجری کی عورتوں کی بے راہ روی دبے احتیاطی کی انتہاء ہوچکی ہے' پردہ جو قرآنی حکم ہے وہ رخصت ہوچکا ہے' اس کی جگہ قسم قسم کے نیم عریاں وعریاں لباس جن سے ستر کا بھی لحاظ نہین بلکہ فحاشی کی دعوت دید ہوتی ہے' اس سے بہتر ہے کہ عورتوں کو قطعاً کے نیم عریاں وعریاں لباس جن سے ستر کا بھی لحاظ نہیں بلکہ فحاشی کی دعوت دید ہوتی ہے' اس سے بہتر ہے کہ عورتوں کو قطعاً مساجد میں نہ آنے دیا جائے۔ جبکہ زمانہ خیر القرون میں بھی مردعورتوں کی اجتماعی نمازوں کا اہتمام نہیں ہوتا اب کیوں کر ہوسکتا ہے۔

__عورتوں کی امامت:__

عورت کی امامت خواہ فرض نماز ہو یا نفل نماز ہو کراہت سے خالی نہیں۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ''عورتوں کی جماعت میں امامت میں کوئی خیر نہیں''۔ (مجمع الزوائد۔۱ ص ۱۵۵)

حضرت علیؓ نے فرمایا تھا کہ ''عورتوں کی امامت مکروہ' عورت امامت نہ کرائے۔ چنانچہ خیر القرون میں بھی اس پر عمل ہوتا رہا اور عورتوں کی اجتماعی نمازوں کا ثبوت نہیں ملتا' البتہ جزوی طور پر عہد نبوی کے بعد تین خواتین سے متعلق روایات مذکور ہیں کہ امامت کرائی گئی۔ جن میں حضرت عائشہؓ حضرت ام سلمہؓ اور حضرت ام ورقہؓ نے نواح مدینہ میں

امامت کرائی تھی، مگر یہ محض جزوی واقعات ہیں اور معمول سے ہٹے ہوئے ہیں۔ محققین و علمائے دین کا کہنا ہے کہ یہ روایات تعامل امت کے مقابلہ میں مرجوح ہیں۔

حضرت علامہ ظفر احمد عثمانیؒ نے فرمایا کہ جن روایتوں سے حضرات صحابیاتؓ کی امامت ثابت ہے ان سے عورتوں کی امامت کا فی نفسہ جائز اور مباح ثابت ہوتا ہے یا نہیں' اس پر محمول کیا جا سکتا ہے کہ اس وقت چونکہ عورتوں کو دینی تعلیم اور نماز سیکھنے کا طریقہ سکھانا مقصود تھا' اس صورت کے پیش نظر مذکورہ صحابیات نے عورتوں کی امات کرائی تھیں جبکہ دوسر متعدد روائیتوں میں خود حضرت عائشہؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ سے خواتین کی امامت اور مساجد میں شرکت کی ممانعت مذکور کا واقع یا حکم ثابت ہوتا ہے اور یہ بات بالفعل درست ہے کہ عورت کی امامت اور مسجد میں مردوں کے ساتھ جا۔ ہے الگ صفوں میں ہی ہو مکروہ ہے۔ تمام علماء فقہا اس بات پر متفق ہیں۔

روزہ:

رمضان کے روزے رکھنا مرد اور عورت پر فرض ہیں' صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے' پینے ممنوعہ عمل سے باز رہنا ضروری ہے ورنہ روزہ نہیں ہوتا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے حضور سرور کائنات سے روایت بیان فرمائی کہ۔ ''روزہ دوزخ کی آگ میں سپر ہے (یعنی ڈھال ہے) روزہ میں فحش کلامی' گالم گلوچ نہ کرے'' اگر کوئی گالی دے تو اس کو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔ امام بخاری نے لکھا ہے کہ بیہودہ مذاق' جھوٹ نہ بولے' ہمارا کہنا یہ ہے کہ گانا بجانا' ناچنا' دیکھنا' یا سننا بھی ممنوعات میں سے ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ دار میرے لئے اپنا کھانا پینا چھوڑتا ہے۔ خواہشیں ترک کرتا ہے' اس لئے میں اس کا بدلہ دوں گا۔

روزہ کے بارے میں قرآن کریم فرماتا ہے:

''یہ رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا.......... لہذا تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پالے وہ اس ماہ کے روزے رکھے'' (البقرہ۔۱۸۵)

چنانچہ حضورﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ نے ہمیشہ یہ مہینہ روزے سے گزارا۔ روزہ بہرحال مشقت کی چیز ہے' اس لئے قرآن میں ماہ رمضان کے روزوں کی تحدید اور فرضیت نہایت بلاغت کے ساتھ تدریجی طور پر کی گئی ہے۔

امام مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ رمضان کا پورا مہینہ نہایت مبارک ہے۔ انوار و برکات جو اس کے دنوں سے وابستہ ہیں وہ اور ہیں' جو خیرات و برکات اس ماہ کی راتوں سے متعلق ہیں وہ اور ہیں۔ ممکن ہے اس وجہ سے حکم ہوا ہو کہ افطار میں جلدی کرو اور سحری میں تاخیر کرو۔

قرآن میں حکم ہوتا ہے کہ تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پالے اس کو چاہیے کہ پورے روزے رکھے' سفر میں روزہ رکھنا آدمی کے اختیار تمیز پر چھوڑ دیا گیا۔ نبیﷺ کے ہمراہ سفر میں جو صحابہ کرامؓ جایا کرتے تھے' ان میں سے کوئی روزہ

رکھتا تھا کوئی نہیں۔ حافظ ابن تیمیہؒ نے نہایت قوی دلائل سے فتویٰ دیا کہ ایسا کرنا جائز ہے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم دو مرتبہ رمضان شریف میں سرور کائنات ﷺ کے ساتھ جنگ میں شریک تھے' پہلی مرتبہ جنگ بدر میں اور آخری مرتبہ فتح مکہ کے موقع پر' دونوں باری ہم نے رمضان کے ان دنوں میں روزے نہیں رکھے۔ قضار کھے۔ (معالم القرآن۔ ج' ۲ ص ۳۴۹)

رمضان کی راتوں میں:

قرآن پاک کھولئے اور پڑھئے:

ترجمہ: تمہارے لئے یہ بات جائز ہے کہ روزوں کے دنوں میں رات کے وقت اپنی بیویوں سے خلوت کرلو' وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم لوگ چپکے چپکے اپنے آپ سے خیانت کررہے تھے' مگر اس نے تمہارا قصور معاف کردیا۔ اور تم سے درگزر فرمایا۔ لہٰذا اب بغیر کسی اندیشہ کے اپنی بیویوں سے خلوت کرو۔ اور جو کچھ اللہ نے تمہارے لئے مقرر کردیا ہے اسے حاصل کرو' نیز راتوں کو کھاؤ پیئو' یہاں تک کہ صبح کی سپید دھاری رات کی کالی دھاری سے نمایاں ہوجائے۔ پھر رات تک روزے کا وقت پورا کرو۔

ہاں اگر تم مسجد میں اعتکاف کررہے ہو تو اس حالت میں تم کو اس حالت میں بیویوں سے خلوت نہ کرنی چاہیے' یہ اللہ کی ٹھہرائی ہوئی حدود ہیں۔ ان کے نزدیک بھی نہ جاؤ۔ اللہ اسی طرح اپنے احکام واضح کردیتا ہے۔ تاکہ لوگوں میں متقیانہ سیرت پیدا ہو۔'' (البقرہ ص ۱۸۷)

مندرجہ بالا احکام قرآن کے اس قدر واضح اور صاف ہیں کہ اس کی کسی تشریح کی ضرورت نہیں

بہشت کا ایک دروازہ ہے:

بہشت کا دروازہ ''ریان'' ہے۔ جو صرف روزہ داروں کے لئے کھلتا ہے۔ روزہ داروں کے علاوہ اور کوئی شخص اس دروازہ سے داخل نہیں ہوسکتا۔

حضورؐ ارشاد گرامی ہے جو شخص جھوٹ بولتا ہے' ریاکاری ہے' تو اللہ پاک کو یہ احتیاج نہیں کہ وہ دن بھر کچھ کھاتا پیتا نہیں۔ یعنی روزہ رکھنے کی غرض سے بھوکا پیاسا رہے۔ اللہ کو اس کی پرواہ نہیں۔

روزے کی اصل غایت یہ ہے کہ گناہوں سے گریز کرے' دھوکہ دہی' ذہنی لذتوں سے بچنا (یعنی ناچ گانا' سننا اور دیکھنا) اللہ کی عبادت میں شامل ہے' اگر یہ نہیں تو اس نے فاقہ کیا تو روزہ نہیں رکھا۔ حضرات صوفیہ کا کہنا ہے کہ روزہ رکھنا گویا مقام صمدیت میں داخل ہونا ہے جو اعلیٰ ترین مقام ہے۔